

قط ۱

نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

محترم پروفیسر صلاح الدین ثانی

تعلیمات نبویہ کی روشنی میں

(نقابلی مطالعہ)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ابا بعد! ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۱) O

ہر شخص اور ہر نظام کو فنا ہے صرف اللہ کی ذات (اور اس کے نظام کو بقا ہے) اس کی ذات اور اس کا نظام ہی سب سے اعلیٰ درجہ پر ہے۔

پاتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون لایا کھینچ کر پچھم سے باد سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نور آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھائی ہے خوں انقلاب؟

یہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو کائنات کا تہا سپر پادر ہے، جس نے قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کی رہنمائی کے لئے صرف ایک ذات یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کر دیا ہے۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں آپ کی تعلیمات کسی ایک فرد یا خاص معاشرہ کے لئے نہیں، بلکہ ساری انسانیت کے لئے ہیں۔ (۲) آپ کی تعلیمات ایک انقلاب ہیں، ایک تاریخ ہیں، ایک عظیم الشان داستان ہیں جو انسانی پیکر میں انسانوں کے لئے جلوہ گر ہوئیں، وہ زندگی سے کئے ہوئے کسی درویش، سادہ، یار اہب کی سرگزشت نہیں جو کسی گوشہ میں بیٹھ کر انفرادی تعمیر میں مصروف ہو، بلکہ یہ ایسی ہستی کی آپ جتنی ہے، جو اجتماعی تحریک کی روح رواں تھی، جس نے زندگی کے ہر گوشہ کے لئے شاندار دبے مثال راہنما اصول چھوڑے جن کی مثال آج بھی دی جاتی ہے اور تاباں دی جاتی رہے گی۔ اسی سے متاثر ہو کر معروف برٹش مستشرقہ کارین آرم اسٹرنگ (Karenarmstrong) نے لکھا ہے۔

Muhammad ﷺ Founded a religion and a tradition which was not based on oppressed culture or sword despite the western propaganda and myth, whose name is Islam which signifies peace reconciliation. (3)

محمد ﷺ ایک ایسے مذہب اور تہذیب و روایت کے بانی تھے جس کی بنیاد تلوار اور جبر پر نہیں تھی۔ مغربی پروپیگنڈے اور افسانے کے باوجود اسلام کا نام امن اور صلح کا مفہوم رکھنے والا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور عالمی نظام ہے دیگر مذاہب کی طرح چند مذہبی رسومات یا عبادات کے چند طریقوں کا نام نہیں، بلکہ انسان کے دنیا میں آنے سے لے کر پیوند خاک ہونے تک ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت پھر حشر اور جزا و سزا تک پیش آنے والے تمام امور کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ اسلام کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایسی قومیت کی بنیاد رکھتا ہے جو قومیت کے عام مغربی تصور سے بالکل جدا اور یکسر مختلف ہے۔ مغربی مفکرین نے قومیت کا جو نظریہ قائم کیا ہے اس کے تحت قوم

جغرافیائی حدود سے بنتی ہے۔ اسلام کے فلسفی قومیت کے اندراجی وسعت ہے کہ کسی بھی علاقہ کارہنے والا ہو، کوئی بھی زبان بولنے والا اور کسی بھی تہذیب و ثقافت کا پروردہ اس کے دامن رحمت میں بلا توقف اور اجنبیت کے کسی بھی احساس کے بغیر آسکتا ہے۔ سب سے بڑھ کہ یہ کہ اسلام کا تصور قومیت اس قدر سرلیج الاثر ہے کہ ایک شخص صرف اسلام کا بنیادی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہی اپنا سب کچھ بدل ڈالتا ہے۔ اب وہ صرف مسلمان ہوتا ہے، نہ ترکی نہ افغانی، نہ ایرانی نہ ہندوستانی اور نہ عربی نہ عجمی، اس کا نہ اپنی سابقہ تہذیب و ثقافت سے کوئی واسطہ رہتا ہے نہ مذہبی و جغرافیائی رسومات اور طور طریقوں سے، اسلام کا یہ بھی اعجاز ہے کہ کوئی زبان و زمان، کوئی مکان و مقام اور کوئی تہذیب و ثقافت اس کی راہ میں حائل ہونے کی قدرت نہیں رکھتی۔ کلمہ پڑھتے ہی سب مصنوعی دیواریں خود بخود منہدم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ایک اور بھی امتیازی وصف ہے کہ اس کے اصول ہر زمانہ ہر قوم ہر نسل سب کے لئے یکساں رہتے ہیں۔

جبکہ رواج ہے جنگ و صلح کی متضاد حالتوں میں انسان کا نظام اخلاق دفعہ بدیل جاتا ہے۔ ایک شخص بذات خود نہایت رحم دل ہے لیکن میدان جنگ میں جا کر نہایت بے رحم ہو جاتا ہے۔ ایک شخص ذاتی معاملات میں نہایت حلیم الطبع ہے، لیکن کسی فوج میں شامل ہو کر سخت مشتعل اور مغلوب الغضب ہو جاتا ہے۔ ایک شخص امن و صلح کے زمانے میں نہایت صادق القول اور پابند عہد ہے، لیکن زمانہ جنگ میں انتہائی خداع اور عہد شکن بن جاتا ہے۔ ایک جماعت، ایک قوم، ایک ملک، امن و سکون کے دور میں انسانیت کا بہتر سے بہتر نمونہ ہوتی ہے، لیکن جنگی اغراض، طامعانہ اقدامات اور حربی مصالح کے عہد فساد میں آکر چارپایوں سے زیادہ وحشی اور درندوں سے زیادہ خونخوار ہو جاتا ہے۔ لیکن دنیا میں صرف ”اسلام“ ہی ایک ایسی زندہ ہستی ہے جو اپنے پہلو میں دل اور دل میں ایک غیر ممکن الخفیر برداشت کی اخلاقی طاقت رکھتی ہے۔ اس پر عوارض خارجیہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ظاہر و باطن، شخصیت و جمہوریت، افتراق و اجتماع، جنگ و صلح، اس کے لئے تمام حالتیں یکساں ہیں۔ اس کا معیار اخلاق جس طرح امن و صلح کی حالت میں قائم رہا۔ اسی استحکام و استواری کے ساتھ جنگ کے سیلاب اور آتش و خون کے طوفان میں بھی قائم و ثابت نظر آئے۔ (۳۰)

اصلی چیز تعلیم نہیں بلکہ تعلیم کے نتائج اور اس کا عمل ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو کچھ کہا، اس نے عملی شکل میں کیسی صورت اختیار کی؟ انسان کی روح اس لئے بیمار نہیں کہ زبانوں نے تعلیم کم کر دی اور کاندھوں پر زیادہ نہیں لکھا گیا بلکہ اس کا اصل دکھ زندگی کی عملی مشکلات میں ہے اور صرف وہی تعلیم فتح مند ہو سکتی ہے، جو ایک مستحکم عملی نمونہ اپنے ساتھ رکھتی ہو۔ عملی حقیقت کے لحاظ سے اولین نمونہ حامل قرآن و اولین داعی اسلام (ﷺ) کا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

اک مہر جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے

اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو بجھائیں

قدیم عالمی نظام: ابن سینا نے ”الشفاء“ میں لکھا ہے انسان اجتماعی مزاج رکھتا ہے، اجتماعی زندگی سے روابط پیدا ہوتے ہیں اور ان روابط کی تنظیم کے لئے انسان قوانین کا محتاج ہے۔ (۶) یہ قوانین قومی و عالمی دونوں طرح کے ہیں لیکن انسان کو ابتدا ہی سے اپنے متعلق ایک بڑی غلط فہمی رہی جو آج ۲۰۰۳ء تک قائم کبھی افراط پر اترتا ہے تو اپنے آپ کو دنیا کی سب سے زیادہ بلند ہستی سمجھ لیتا ہے تکبر اور سرکشی کی ہوا اسکے دماغ میں بھر جاتی ہے اور وہ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (۷) ہم سے بڑا طاقت ور کون ہے؟ اور اُنَا رَبُّكُمْ إِلَّا غُلٰی (۸) تمہارا سب سے بڑا مالک ہوں کہ صدا بلند کرتا ہے اور کبھی تفریط کی جانب مائل ہوتا ہے تو اپنے آپ کو اتنا گر لیتا ہے کہ درخت، پتھر، دریا، پہاڑ، جانور، سورج، چاند اور دیگر مظاہر فطرت کے آگے سر جھکا دیتا ہے حتیٰ کہ اپنے جیسے انسانوں میں بھی کوئی قوت یا صلاحیت دیکھتا ہے تو اسے کبھی معبود مان لیتا ہے بقول

اقبال

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات

تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

اسلام نے ان دونوں انتہائی تصورات کو باطل کر کے انسان کی اصل حقیقت اس کے سامنے پیش کی ہے۔ اسلام سے پہلے جو عالمی نظام رائج رہے وہ نسلی، قومی، طبقاتی بنیادوں پر وجود میں آئے، ارسطاطالیس نے اپنی کتاب ”سیاسیات“ میں جو سیاسی فکر کی بنیاد رکھی ہے وہ یہ ہے کہ غیر یونانیوں کو قدرت نے غلام رہنے اور بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ (۹) کوئلیہ چاکلیہ جو ہندوؤں کا بابا آدم کہلاتا ہے اس نے عالمی نظام کے جو اصول قائم کئے ہیں اس کی بنیاد بھی تین انسانی طبقات پر رکھی ہے سب سے اعلیٰ برہمن پھر کھتری پھر شودر اور ہر ایک کے لئے الگ الگ قانون وضع کیا ہے۔ (۱۰)

پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں، جب رومن ایمپائر کے بین الاقوامی قوانین کو منظم کیا جا رہا تھا تو انہوں نے بھی پوری نسل انسانی کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک رومن دوسرے غیر رومن، غیر رومن کو غیر مہذب قوم قرار دیا اور ان کے لئے الگ قوانین وضع کئے۔ یہی وہ قوانین ہیں جنہیں Droit des gens یعنی قانون اقوام کا نام دیا گیا ہے۔ انگریزی میں اسے Law of Nations کہا جاتا ہے۔ اسی سے بین الاقوامی قوانین تیار ہوئے ہیں۔ (۱۱)

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت عرب میں بھی تین طبقاتی نظام رائج تھا۔ محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں۔ شہر مکہ کی آبادی کو درجوں کے لحاظ سے تین حصوں میں منقسم کیا گیا تھا۔ پہلا درجہ: سرداران قریش کے مناصب سقاہت و وفادت اور کعبہ سے متعلقہ جملہ خدمات کی بنا پر ان کی حویلیاں کعبہ کی دیواروں سے متصل تھیں۔ دوسرا درجہ: قریش کی حویلیوں کے بعد ان لوگوں کے مکانات تھے جو جاہلیت میں قریش سے دوسرے درجہ پر تھے مگر ان سے افضل۔ تیسرا درجہ: یہودی اور نصرانی مزدوروں اور غلاموں کی جھونپڑیاں جن کا رخ صحرا کی طرف تھا، انہیں شہر کے بیرونی رخ پر اسی لئے آباد کیا گیا تھا کہ ان کے مذہبی مناجات کی آواز قریش اور اہل مکہ کے کانوں تک نہ پہنچے۔ (۱۲) یعنی وہ تیسرے درجے کے شہری تھے۔ اور دو طاقی عالمی نظام رائج تھا۔ یعنی روم ایک عالمی طاقت تھی جسے امریکہ سے تشبیہ دے سکتے ہیں، دوسری فارس تھی جسے روس سے تشبیہ دے سکتے ہیں، بقول علامہ ابن خلدون فارس میں چار ہزار دو سو اٹھاسی سال سے موروثی شخصی مطلق العنان حکومت قائم تھی۔ (۱۳) اور حکمران بادشاہوں کا دعویٰ تھا ان کی رگوں میں خدائی خون ہے اور اہل فارس بھی انہیں خدائی طرح سمجھ کر ان کے سامنے سر بسجود ہوتے تھے، ان کی ربوبیت کے ترانے گاتے تھے۔ (۱۴)

مولانا حامد انصاری لکھتے ہیں، رومیوں کی سلطنت کا مقصد شروع سے عالمگیریت تھا اور اس میں وہ کامیاب رہے۔ (۱۵) قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح نمرود، شداد، فرعون اور چانکیہ سکندر وغیرہ نے بھی اپنا عالمی نظام قائم کیا تھا۔ نمرود نے ۲۰۰۰ء قبل مسیح میں بابل میں ایک متدن حکومت قائم کی تھی۔ (۱۶) اور خدائی کا مدعی تھا۔ (۱۷) بقول غالب

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے عالمی نظام کو پاش پاش کیا۔ (۱۸) بقول اقبال

بے دھڑک کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشا لب بام ابھی

اسی طرح فرعون نے بھی عالمی نظام قائم کیا تھا، قرآن کریم نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضَعِفُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَضَعِفُونَ نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ۔ (۱۹)

فرعون نے زمین پر غلبہ حاصل کر رکھا تھا اور (اس کی پالیسی یہ تھی) لوگوں کو (اپنی چال کے ذریعہ) الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر کے (ان پر حکومت کرتا تھا) ان میں سے ایک گروہ کے لئے یہ پالیسی بنائی تھی کہ ان کے بچوں کو قتل کر دیتا تھا۔ (اس لئے کہ اس کے نجومیوں / تھینک ٹینکس (Think Tanks) یعنی ماہرین قومی سلامتی نے رپورٹ دی تھی کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو تمہاری حکومت کو برباد کر دے گا، لہذا اس نے اپنے زعم کے مطابق ملک کو فساد سے بچانے کے لئے ان کے بچوں کو قتل کرنے کی عالمی پالیسی پر عمل درآمد شروع کر رکھا تھا) اور بچیوں کو (عباشی و افرائش نسل کے لئے) زندہ چھوڑ دیا کرتا تھا، (قرآن کے نقطہ نظر کے مطابق) فرعون جو (بش کی طرح) مصلح ہونے کا مدعی تھا وہی تمام فساد کی بنیاد تھا، اللہ تعالیٰ نے اس مفسد کو تباہ کر کے (تباہی کا ذریعہ اس وقت رگ معیشت دریائے نیل تھا آج بغل ناور تھا) اس کے غلبہ کو ختم کر کے کمزوروں کو زمین پر غالب بنا دیا۔ (۲۰) جس کی تلاش میں فرعون نسلیں ختم کروا رہا تھا خود اسی کی گود (سر زمین) میں اس کی پرورش کروا کر اس کے عالمی نظام کو ختم کر کے۔ (۲۱) اپنا عالمی نظام قائم کر دیا۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے

حکمران ہے اک وہی باقی بتان آذری

آج بھی جب امریکہ سے کہا جاتا ہے کہ تم نے دنیا کے ۱۳۰ ممالک میں مداخلت کر کے (۲۲) زمین میں فساد برپا کر دیا ہے تو کہتے ہیں: إِنَّمَا نَحْنُ مُصَلِّحُونَ (۲۳) ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

جدید عالمی نظام: اسلام کی آمد کے وقت دو طاقی عالمی نظام موجود تھا جس کے محور قیصر و کسریٰ یعنی روم و فارس تھے اس کے بعد چنگیز، چولین، یونانپارٹ، اور ہٹلر کے ورلڈ آرڈر سامنے آئے۔ اٹھارہویں صدی کے آغاز کے وقت دنیا میں برطانیہ اور فرانس دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ۱۸۰۰ء سے ۱۸۷۰ء تک ان کے مابین ایک بڑی جنگ ہوئی جس میں فرانس کو شکست ہوئی اور برطانیہ نے ایک معاہدے کی شکل میں ورلڈ آرڈر جاری کیا جس کے تحت برطانیہ ایک واحد طاقت کے طور پر ابھرا۔ اسی ورلڈ آرڈر کے تحت برطانیہ کو جبل طارق اور اسپین کے علاقے ملے تھے۔ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۱۸ء تک برطانیہ اور فرانس میں ایک اور جنگ The war of Austrian

succession ہوئی۔ جس میں پھر فرانس کو شکست ہوئی اور برطانیہ نے ورلڈ آرڈر جاری کیا اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا۔

☆ ۱۷۶۳ء سے ۱۷۶۳ء تک برطانیہ اور فرانس میں تیسری بڑی جنگ Seven year war ہوئی جس کے نتیجے میں ۱۷۶۳ء میں معاہدہ جیرس لکھا گیا اور یہ نیو ورلڈ آرڈر کہلایا۔ ۱۷۶۳ء سے ۱۸۳۰ء تک امریکہ کی سر زمین پر ایک جنگ آزادی لڑی گئی جو امریکہ کی جنگ آزادی کہلاتی ہے۔ اس جنگ میں امریکہ کی ۱۳ ریاستوں نے برطانیہ کی افواج کے خلاف فتح حاصل کی اور اس فتح کے بعد جو ورلڈ آرڈر بناس کے نتیجے میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تشکیل ہوئی۔ انیسویں صدی کے آغاز میں فرانس کی قیادت پولین کے ہاتھ میں آئی تو فرانس ایک بڑی طاقت بن کر ابھر اور انگلینڈ سے اپنی گزشتہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے ۱۸۰۳ء میں جنگوں کا نیا سلسلہ شروع کر دیا۔

☆ ۱۸۱۵ء میں Consent of Europe کے نام سے ایک ورلڈ آرڈر لکھا گیا جس میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ (۲۳) اس ورلڈ آرڈر کو چار بڑی یورپی طاقتوں نے تیار کیا، جس میں شہنشاہِ کرویشا، شہنشاہِ جرمنی، شاہِ اسپین اور شہنشاہِ روس شامل تھے اسے ”مقدس اتحاد“ کا نام دیا گیا، اس کے تین بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ تھا کہ یورپ اور اس کے قرب و جوار میں کسی مسلمان طاقت کو سر اٹھانے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ (۲۵) ☆ ۱۸۵۳ء تک روس اور یورپ کے مابین War crimean جس کے اختتام پر ”کانگریس آف پیرس“ میں نیو ورلڈ آرڈر لکھا گیا اور یورپی ممالک کے مفادات کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

☆ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک پہلی جنگ عظیم ہوئی جس میں جرمنی کو شکست ہوئی۔ برطانیہ اور اس کے اتحادی فاتح قرار پائے۔ اس جنگ کے اختتام پر معاہدہ ورسلز کے تحت نیو ورلڈ آرڈر جاری کیا گیا۔ اسی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت مسلمانوں کی نمائندہ حکومت سلطنت عثمانیہ کو جرمنی کا ساتھ دینے کی سزا دی گئی اور اس کے حصے بخرے کر کے فاتح قوموں میں بانٹ دیے گئے۔ عالمی خلافت اسلامیہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ اسی ورلڈ آرڈر کے تحت اقوام متحدہ کی تشکیل ہوئی۔ ☆ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک دوسری جنگ عظیم لڑی گئی جس میں ایک جانب جرمنی کی قیادت میں اس کے اتحادی اٹلی، جاپان اور رومانیہ تھے اور دوسری طرف برطانیہ کی قیادت میں روس، فرانس اور امریکہ تھے۔ اس جنگ میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو فتح حاصل ہوئی۔ امریکہ نے ناگاساکی اور ہیروشیما میں پہلی بار ایٹم بم گرا کر لاکھوں انسانوں کو لقمہ اجل بنایا اور اس دہشت گردی کے ذریعے ایک نیو ورلڈ آرڈر کی بنیاد رکھی۔ اس نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اقوام متحدہ بنی۔ جبکہ امریکہ اور روس دو بڑی طاقتیں بن کر ابھرے۔

☆ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد دنیا میں طاقت کا توازن امریکہ اور سوویت یونین کے ہاتھ میں آ گیا اور دو قطبی نظام رائج ہو گیا اور ایک طویل سرد جنگ کا آغاز ہو گیا۔ ان تمام جنگوں کے نتیجے میں جتنے بھی ورلڈ آرڈر بنے انہیں سامراجی اور استعماری ورلڈ آرڈر کہنا بے جا نہ ہوگا۔ (۲۶) چنانچہ ان دو ورلڈ آرڈرز یعنی نئی سامراجیت اور اشتراکیت میں ۴۰ سال تک سرد جنگ جاری رہی۔ اس سرد جنگ میں امریکہ نے نئی سامراجیت کے اصولوں کے تحت اسرائیل، کیوبا، شام، ایران، مصر، ویت نام، شامی، کوریا، ترکی، یونان، پاکستان اور سعودی عرب کو اپنے زیر اثر رکھا اور سوویت یونین نے اپنے ورلڈ آرڈر ”اشتراکیت“ کے تحت لٹویا، لیتھوانیا، استونیا، پولینڈ، ہنگری، چیکو سلواکیہ، البانیا اور بلغاریہ کو اپنے زیر اثر رکھا۔ امریکہ نے نئی سامراجیت کے موثر نفاذ کے لئے سیٹو، سنو اور نیوکی تشکیل کی اور روس نے اپنے ورلڈ آرڈر کے موثر نفاذ کے لئے وارسا پیکٹ تشکیل دیا اور اپنے زیر اثر ریاستوں میں اپنے فوجی اڈے قائم کئے۔

امریکہ کا نیا عالمی نظام: پہلے سے موجود عالمی نظاموں کی موجودگی اور اسی استعماری عالمی نظام کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی اقوام متحدہ اور اس کی ذیلی تنظیموں کی موجودگی میں امریکہ نے نئے عالمی نظام کی بات کیوں کی؟ اور کیا کوئی عالمی نظام ہے؟

عالمی نظام کا پس منظر: پہلی رائے بقول جوہر میر کے، یہ ہے کہ ہر امریکی صدر کا دستور رہا ہے اپنے عوام اور دنیا کو کنفیوژ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی نعرہ ضرور لگاتا ہے، مثلاً صدر آئزن ہاور نے اشتراکیت کے خلاف دیوار کھڑا کرنے کا اعلان کیا۔ ٹکسن نے نئے افنی تلاش کرنے کا، کینیڈی نے دنیا کو جنگی خطرات سے پاک کرنے کا، جیرالڈ فورڈ نے افریقا پر کنٹرول کرنے کا، جی کارٹر نے نیو فاؤنڈیشن یعنی نئی بنیادیں تلاش کرنے، ریگن نے اسٹار وار پروگرام کا اور جارج بش نے ”نئے عالمی نظام“ کا نعرہ لگایا۔ (۲۷) کرسٹوفر چیمز کے مطابق بش ٹریل یونیورسٹی میں پڑھتے تھے جس کا مالو لاطینی زبان میں کندہ کیا ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ ”نیو ورلڈ آرڈر“ ہے اور یہ اصطلاح ہر امریکی ڈالر پر بھی موجود ہے۔ (۲۸)

اسی لئے جوہر میر کی رائے ہے: جارج بش کے نئے عالمی نظام کا نعرہ تاریخی اور دستاویزی ثبوت کے ساتھ ایک تاریخی سرقت سمجھا جاسکتا ہے، یہ ایک ایسا نعرہ بھی نہیں جو پہلی مرتبہ لگایا گیا ہو، امریکی تاریخ کے حوالے سے نئے عالمی نظام کا نعرہ امریکہ کے تیسرے صدر تھامس جیفرسن ۱۸۲۶/۱۸۲۳ء جو ۱۸۰۱ء سے ۱۸۰۹ء تک

امریکہ کا صدر رہا، کے عہد سے رائج اور نافذ چلا آ رہا ہے، امریکی کرنسی کے ایک ڈالر کے نوٹ کی پشت پر اہرام کی شکل کی ایک مہر کے نیچے لاطینی زبان میں بہت واضح الفاظ میں "Novus Ordo Seclorum" لکھا ہوا ہے، جس کا مطلب نیا عالمی نظام ہے، دوسری عالمی جنگ سے پہلے ہٹلر نے بھی یہی نعرہ لگایا تھا، اور اس دور میں یہ نعرہ سب سے پہلے سوویت یونین کے گورباچوف نے لگایا، گورباچوف نے ۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو اقوام متحدہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نئے عالمی نظام کی اصطلاح استعمال کی تھی، تحفیف اسلحہ کے موضوع پر اپنا موقف پیش کرتے ہوئے انہوں نے یہ الفاظ یوں بیان کئے تھے۔

Today, further world progress is only possible through a search for universal human consensus as we move forward to a New World Order. (29)

سحر صدیقی کے مطابق ۱۹۹۰ء میں بینٹاگون کی مدد سے نیورلڈ آرڈر جاری کیا گیا تھا۔ (۳۰) جارج بش نے ۱۶ جنوری ۱۹۹۱ء کو پہلی دفعہ عراق کے خلاف جنگ شروع کر کے، ”نئے عالمی نظام“ کے نفاذ کی نوید سنائی۔ (۳۱) اس کے جواب میں چین نے انٹرنیشنل آرڈر کا اعلان کیا۔ (۳۲) اور موثر عالم الاسلامی نے کولمبو کانفرنس میں ۶۰ اسلامی ممالک کے ۱۲۵ نمائندوں کے تعاون سے نیورلڈ آرڈر کے لئے سات نکاتی فارمولا پیش کیا۔ (۳۳)

نیا عالمی نظام لانے کے اسباب: امریکہ اور مغربی دنیا نے نیورلڈ آرڈر بنانے کی ضرورت کیوں محسوس کی؟ انہیں کیا ضرورت پیش آئی؟ اس کے تین بنیادی اسباب ہیں جن میں سے ایک سبب سپر طاقتوں کا زوال ہے؟ یعنی دو سپر پاورز تھیں، امریکہ اور روس، روس تو اب ویسے ہی بطور سپر پاور کے ختم ہو گیا ہے؟ اس کے علاوہ دس پندرہ سالوں سے امریکہ اور روس اس دنیا میں اپنی من مانی نہیں کر سکے۔ یعنی سپر طاقتیں دنیا میں اپنی خواہش اور مرضی کا نظام مسلط نہیں کر سکیں۔ مثلاً ۱۹۷۵ء میں ویت نام میں ساہا سال کی جنگ کے بعد امریکی فوجوں کو شکست ہو گئی۔ پھر ۱۹۷۵ء میں ایران میں انقلاب آیا، جس میں امریکی مفادات کو سخت نقصان پہنچا اور امریکہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس ریلے کو نہ روک سکا۔ اسی طرح ۱۹۸۸ء میں روس افغانستان کے ساتھ دس سال تک جنگ لڑنے کے بعد شکست کھا کر پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ پھر جرمنی متحد ہو گیا۔ مشرقی یورپ میں تبدیلیاں اور انقلابات آئے تو سپر پاورز نے محسوس کیا کہ اب دنیا ہمارے ہاتھوں سے نکلتی جا رہی ہے اور براہ راست ہمارا تسلط اور قبضہ دنیا سے ختم ہو رہا ہے۔ چنانچہ انہیں نیورلڈ آرڈر بنانے کا خیال آیا۔ یہ نیورلڈ آرڈر بنانے کی پہلی ضرورت تھی دوسرا سبب یہ تھا کہ امریکہ نے سوچا کہ وہ اتنی بڑی طاقت ہونے کے باوجود اب تنہا اپنی مرضی مسلط کرنے کے قابل نہیں رہا تو اس نے سوچا کہ نیورلڈ آرڈر کے ذریعے پوری دنیا کے سیاسی اقتصادی اعتبار سے دفاعی اور فوجی اعتبار سے اپنے قبضے میں لے لیا جائے۔ اس کے بعد تیسرا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ دنیا کے مختلف علاقوں میں اپنے تشخص اور قومی سالمیت کی بحالی کے لئے چلنے والی آزادی کی تحریکوں کو پسند نہیں کرتے تھے کہ قومیں خود بخود آزادی حاصل کرتی جا رہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے نیورلڈ آرڈر میں شق رکھی کہ کسی بھی ملک میں سیاسی اور جغرافیائی تبدیلیاں بین الاقوامی کمیونٹی کی مرضی کے بغیر نہ ہوں تاکہ آزادی کی تحریکوں کو دبایا جاسکے تو یہ وہ تین بنیادی اسباب تھے جس میں انہوں نے دیکھا کہ ہم تو بہت پیچھے چلے جائیں گے، لہذا اب نظام عالم کو بدلہ جائے اور ایک نیا عالمی نظام دیا جائے جس سے نئی پیدا ہونے والی صورت حال کا تدارک کیا جاسکے۔ (۳۴)

امریکہ کو سر دجنگ میں کچھ اور تجربات بھی ہوئے جن کو مد نظر رکھ کر امریکہ کو نئے سامراجی دور کے لئے ایک نئی حکمت عملی کی اشد ضرورت تھی اس کی تشکیل میں درج ذیل عوامل اس کے پیش نظر تھے۔ (i) ویت نام کی جنگ میں امریکی فوجوں کی شکست نے امریکہ کو دفاعی حکمت عملی میں تبدیلی کی ضرورت کا احساس دلایا۔ (ii) ایران میں اسلامی انقلاب کی آمد سے اس خطہ میں امریکی مفادات کو خاصا نقصان پہنچا۔ (iii) ایران عراق جنگ کے ختم ہو جانے سے امریکی مفادات کی کما حقہ بحال نہ ہو سکی۔ (iv) مشرق وسطیٰ میں عراق ایک بڑی اسلامی طاقت بن کر ابھرا۔ (v) اسرائیل کے خلاف فلسطینیوں کی تحریک آزادی (انتفاضہ) کی بڑھتی ہوئی کارروائیاں امریکی مفادات کے لئے سخت نقصان کا باعث ہو سکتی تھیں۔ (vi) جرمنی کا متحد ہو جانا جس سے مشرقی یورپ میں وسیع پیمانے پر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ (vii) امریکہ میں ہیر وز گاری اور اقتصادی بحران میں اضافہ ہوا۔ (viii) عالمی تجارت میں جاپان کی ابھرتی ہوئی اقتصادی قوت اور امریکی مصنوعات کا عالمی منڈیوں میں گرتا ہوا معیار اس کے لئے سخت تشویش کا باعث تھا۔ (ix) غیر جانبدار تحریک NAM کے بیشتر ممالک کا امریکہ اور سوویت یونین کے ورلڈ آرڈر کی اطاعت سے انکار اور اپنی قومیت پر مبنی خارجہ پالیسیوں کی تشکیل امریکہ کے لئے سخت سیاسی دھچکا تھا۔ (x) امت مسلمہ میں بیداری کی لہر اور فلسطین، کشمیر اور وسط ایشیا میں آزادی کی تحریکوں میں شدت کا عنصر امریکی مفادات کے لئے قابل قبول نہ تھا۔ (xi) جرمنی کے اتحاد کے علاوہ جاپان، فرانس، چین اور یورپین اکنامک کمیونٹی کا سیاسی اقتصادی طور پر مضبوط ہو جانا بھی امریکہ کے لئے چیلنج تھا۔ (xii) دنیا بھر میں تجارتی بنیادوں پر نئے علاقائی اتحادوں کا قیام امریکی مفادات کے لئے تشویش کا باعث تھا۔ یہ وہ تبدیلیاں تھیں جو امریکہ کے پالیسی ساز ادارے ایک عرصہ سے محسوس کر رہے تھے اور امریکہ پر ان تبدیلیوں اور بین الاقوامی رویوں کے باعث یہ

واضح ہو گیا تھا کہ پرانے ورلڈ آرڈر کے ذریعے امریکہ دنیا میں اپنی خواہش اور مرضی کا نظام مسلط نہیں کر سکے گا چنانچہ پوری دنیا میں بلا شرکت غیرے حکمرانی کے خواب کو عملی جامہ پہنانے اور دنیا کی تمام قوموں کو سیاسی، اقتصادی، دفاعی اور فوجی اعتبار سے اپنے زیر سایہ کرنے کے لئے امریکہ نے نئی سامراجیت کا لائحہ عمل پیش کیا اور اسے نیو ورلڈ آرڈر کا نام دیا اور عالمی سطح پر اس کے نفاذ کا اعلان کر دیا۔ گویا نیو ورلڈ آرڈر کسی نئی تاریخ کا عنوان نہیں بلکہ ایک عالمی استحصال اور سامراجی طاقت کی حکمت عملی کا نیا باب ہے اور اس نئی سامراجیت کو ہی نئے عالمی نظام کا نام دے دیا گیا ہے۔ (۳۵)

نئے عالمی نظام پر اہل علم کی تحقیق و تجزیہ: نیا عالمی نظام کیا ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے مجھے مدینہ الحکمت کراچی کے شعبہ کلپنگ میں موجود ایک سو سے زائد مقالات کا مطالعہ کرنا پڑا، لیکن افسوس کی بات ہے ایک فیصد کو بھی نہیں معلوم نیو ورلڈ آرڈر کیا ہے، کالم و تجزیہ نگاروں نے رجماً بالغیب صرف ہوا میں تیر چلائے ہیں۔ اس موضوع پر جو کتابیں سامنے آئی ہیں انہیں ملاحظہ کرنے کا موقع ملا جس میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ نیا عالمی نظام احمد سلیم فکشن ہاؤس مرنگ روڈ لاہور ۱۹۹۱ء، ۲۔ پاکستان میں امریکی سازشیں علی جاوید نقوی، ۳۔ رواداری اور مغرب، محمد صدیق شاہ بخاری، ۴۔ بد معاش امریکہ ترجمہ روگ اسٹیٹ ولیم بیلیم مترجم سید ناصر علی، صبیح پبلشرز اردو بازار لاہور ۲۰۰۳ء، ۵۔ نیو ورلڈ آرڈر امجد حیات ملک نیو چورجی پاک لاہور ۱۹۹۶ء، ۶۔ نیو ورلڈ آرڈر ارشد حسن ثاقب دارالانصار لاہور پاکستان۔ ۷۔ ماہنامہ میحانی کراچی کے ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۲ء کے شمارے، ۸۔ امریکی فوج اور پاکستان عبداللہ ملک دارالشعور اردو بازار لاہور ۲۰۰۰ء،

- 9- The New WorldOrder (contrasting theories) Edited by Birthe Hansen. Macmillan Press Ltd 2000.
- 10- New WorldOrder the 1st Century by Dr. Frida J. Aziz Monza corporation Islamabad 1992.
- 11- New WorldOrder Series by Tandon Rameshwar Ashish Publishing House 1988 Delhi 1987, 1991.
- 12- A New WorldOrder by Ekins paul London Routladge 1992.
- 13- The New WorldOrder by H.G Wells London Secker and Warburg 1940.
- 14- Chomsky Noam WorldOrder old and New London Pluto press 1994, 1996.

۱۵۔ جارج ملین (George Melloan) نے بھی اس موضوع پر متعدد مقالات لکھے ہیں۔ اردو کتب میں ولیم بیلیم کی اور انگلش کتب میں چو مسکی کی کتاب سب سے دلچسپ ہے، چو مسکی جو کہ خود بھی امریکی ہے اس نے سخت تنقید کی ہے لکھا ہے:

امریکہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی بد معاش ریاست ہے۔ سب سے بڑی دہشت گرد قوت ہے اور ہندوستان کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کا مجرم اور انسانی حقوق کو پامال کرنے والا ملک ہے۔ ۱۹ ویں صدی میں برطانیہ دنیا کی چند بڑی بد معاش ریاستوں میں سے ایک تھا اور ۲۰ ویں صدی کے اواخر میں (یعنی نصف آخر میں) یہ ”اعزاز“ امریکہ کو حاصل ہو گیا ہے۔

انہیں کی محفل سجا رہا ہوں
چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زباں میری ہے بات ان کی

نیو ورلڈ آرڈر کی تعریف: تمام مصنفین اور تجزیہ نگاروں نے جارج بش کے انٹرویو و بیانات اور امریکی سفیر مسٹر رابرٹ بی اوکلے کے لیکچر اور امریکی رویوں کی بنیاد پر نیو ورلڈ آرڈر کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کہیں بھی اس کا ٹیکسٹ (متن) موجود نہیں ہے۔ جس کی بنیاد پر دو ٹوک بات کہی جاسکے، اس کا اعتراف مختلف رائٹرز نے بھی کیا ہے۔ مثلاً احمد سلیم (۳۶) راجہ ظفر الحق (۳۷) وغیرہ نے صراحتاً لکھا ہے۔ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ جارج بش نے اپنے نظام کی تشریح اور تفسیر کے لئے کوئی مقالہ یا دستاویز بھی پیش نہیں کیا اور اس طرح پوری دنیا کو اپنے حالات کے مطابق ٹانک ٹوئیں مارنے کے لئے چھوڑ دیا۔ تاکہ

عالمی رد عمل کا اندازہ کر کے اس کے مفہوم میں تبدیلیاں لاتے رہیں۔

نیو ورلڈ آرڈر کا تعارف: نیو ورلڈ آرڈر کی مصنفہ ڈاکٹر فریدہ جے عزیز نے جارج بش کی ۱۳ اپریل ۱۹۹۱ء کی تقریر کا ایک پیرا گراف نقل کیا ہے۔ جس سے نیو ورلڈ آرڈر کی وضاحت ہوتی ہے، جارج بش نے کہا:

A New World Order really describes, in regards to the US, new international responsibilities imposed by our successes. It refers to new ways of working with other nations to deter aggression and achieve stability, prosperity, and above all, peace. The cold war's end has not, unfortunately, delivered us into an era of perpetual peace. As old threats recede, new threats emerge. The quest for a New World Order is, in part, a challenge to us (the US) and the international community to find ways of keeping the dangers of disorder at bay." (38)

نیو ورلڈ آرڈر ہماری ان نئی ذمہ داریوں کے اظہار کا نام ہے جو ہم پر ہماری کامیابیوں کی بدولت عائد ہوئی ہیں، اس (نیو ورلڈ آرڈر) کے ذریعہ دوسری اقوام کے ساتھ معاملات کے پہلوؤں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ کس طرح زیادتیوں کو روک کر توازن، خوشحالی اور امن کو قائم کیا جائے گا، ہمیں اس آرڈر کو اس لئے نافذ کرنا ہے کہ سرد جنگ کے بعد کے حالات پہلے جیسے نہیں ہے، پرانے خطرات ختم ہوتے ہی نئے خطرات نمودار ہو گئے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر (کا نفاذ) یقیناً امریکہ بلکہ پوری عالمی برادری کے لئے چیلنج ہیں۔ لہذا ہمیں خطرات کنٹرول کرنے کے راستوں کو اختیار کرنا ہو گا۔

ایک دوسرے موقع پر نیو ورلڈ آرڈر کا تعارف کراتے ہوئے امریکی سفیر رابرٹ بی اوکلے نے کہا:

To bring the World closer together by much more active cooperation and support for the principles of the UN Charter and use of the UN system and other regional organizations with, of course, staunch US support; the UN to become a forum for achieving international consensus and maintain effective influence as an instrument for international peacekeeping; a world based on shared commitment, among nations large and small, to a set of principles: peaceful settlement of international disputes, solidarity against aggression, reduced and controlled arsenals and just treatment for all peoples. (39)

دنیا کو قریب لانے کے لئے UN چارٹر علاقائی تنظیموں کو موثر بنانے کے لئے امریکہ کو زبردست مدد کی ضرورت ہے۔ تاکہ اقوام متحدہ عالمی امن کے لئے موثر کردار ادا کر سکے، چھوٹی بڑی قوموں کو معاہدہ کا پابند کر سکے، جھگڑوں کا پر امن حل واضح اصولوں کے ذریعہ تلاش کیا جاسکے اور زیادتیوں کی جگہ تعاون کیا جاسکے۔ اور (نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعہ) اسلحہ میں کمی اور اسلحہ کو کنٹرول کر کے انصاف مہیا کیا جاسکے۔

اوکلے نے پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز میں ”نیا عالمی نظام افسانہ یا حقیقت“ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے نیو ورلڈ آرڈر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ سرد جنگ کے زمانہ میں بھی سارے خیر کے کام یعنی اقوام متحدہ کا قیام دنیا کی آزادی کو بھادور کم ترقی یافتہ ممالک کو کھربوں ڈالر کی امداد دینے کا کام ہی کرتے رہے ہیں۔ اس لئے نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کا ہمیں اب پہلے سے زیادہ حق ہے اس لئے کہ اب تو فقط ہم سپر پاور ہیں کوئی اور نہیں۔ (۴۰) اگرچہ لاپڈور نے نیو ورلڈ آرڈر پر انٹرنیشنل کانفرنس میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

It may well be that the emergent postnational order proves not to be a system of homogeneous units (as with the current system of nation- states) but a system based on relations between heterogeneous units (some social movements, some interest groups, some professional bodies, some nongovernmental organizations, some armed constabularies, some judicial bodies). (41)

ممکن ہے بعد میں آنے والی اور ابھرنے والی قوموں کا رویہ ثابت کرے کہ آئندہ ہم نسل اور ہم جنس کی بنیاد پر جاری سسٹم باقی نہ رہیں، بلکہ مختلف النوع لوگوں کے تعلقات کی بنیاد پر نیا سسٹم بنایا جائے، مثلاً کچھ سماجی طبقے ہوں کچھ سرمایہ دار طبقے ہوں، کچھ پروڈیشنل کچھ ماہر قانون کچھ مسلح افراد اور اے ہوں (جن کی بنیاد پر نیا عالمی نظام وجود میں آئے) (جاری ہے)